www.KitaboSunnat.com

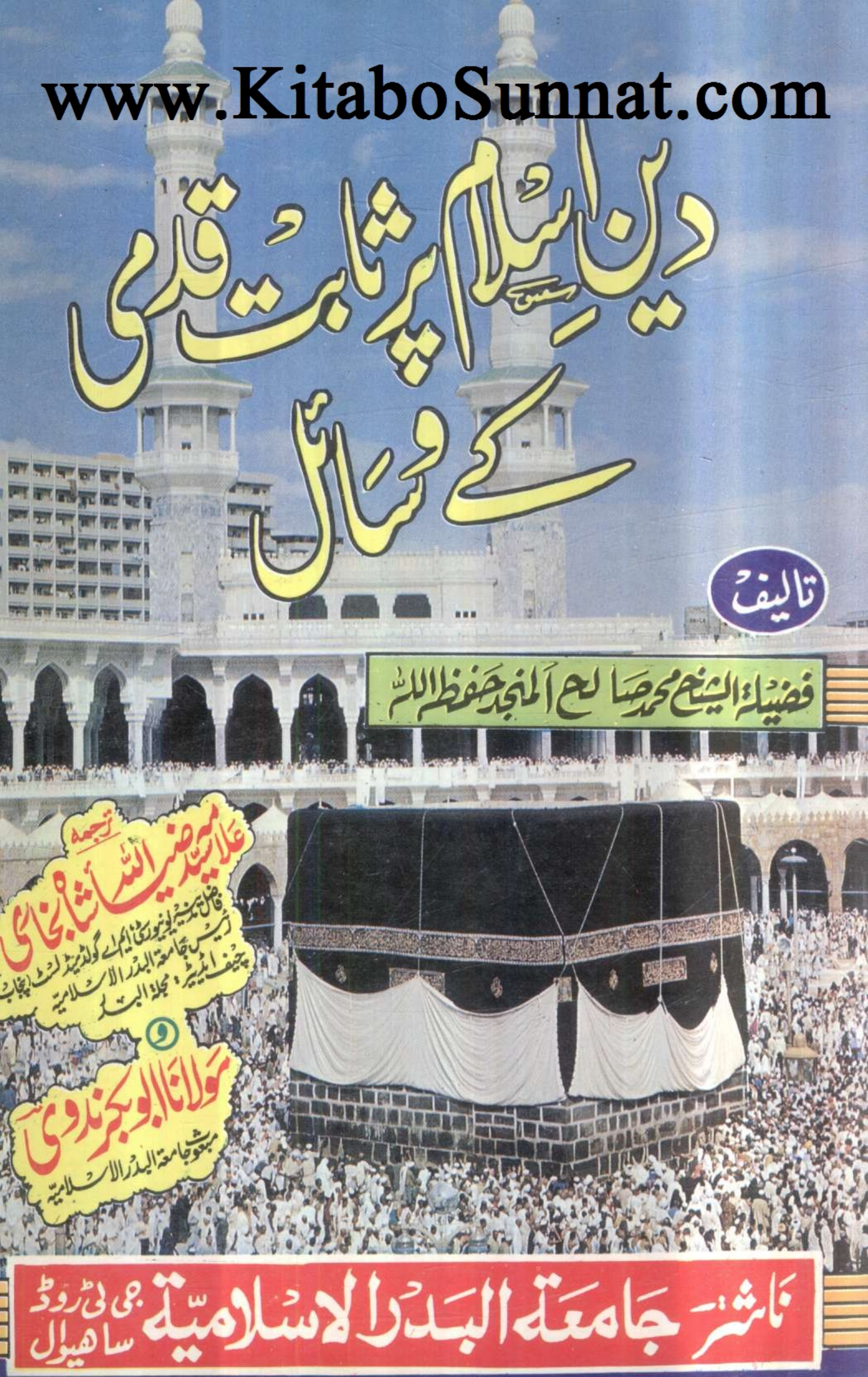

دینِ اسلام پر ثابت قدمی کے وسائل

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

ترجمہ

علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

فاضل مدینہ یونیورسٹی ایم اے گولڈ میڈلسٹ (پنجاب)

رئیس جامعۃ البدر الاسلامیہ

چیف ایڈیٹر ، مجلۃ البدر

و

مولانا ابوبکر ندوی

مبعوث جامعۃ البدر الاسلامیہ

ناشر جامعۃ البدر الاسلامیہ جی ٹی روڈ ساہیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

آپ کے تعاون کا منتظر

اسلامی وعصری علوم کی مثالی درسگاہ

جامعۃ البدر الاسلامیۃ رجسٹرڈ

احباب سے گذارش ہے کہ زکوٰۃ صدقات
خیرات کرتے وقت سب سے زیادہ حصہ

جامعۃ البدر الاسلامیۃ رجسٹرڈ

کے بیت المال کو دیکر اس عظیم اسلامی تحریک
کے معاون و ساتھی بنیں، جزاکم اللہ أحسن الجزاء

ترسیل زر کیلئے

سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر ۸۱۴۱ حبیب بنک لمیٹڈ مائی سٹریٹ ساہیوال
پوسٹ بکس نمبر ۴۱ ساہیوال - فون ۷۷۰۰۳/۴۴۱ .

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دین اسلام پر ثابت قدمی کے وسائل

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

ترجمہ

علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری
و مولانا ابوبکر ندوی

ناشر

جامعۃ البدر الاسلامیہ
جی ٹی روڈ ساہیوال پاکستان

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق محفوظ ہیں

نام کتاب : دین اسلام پر ثابت قدمی کے وسائل

تالیف : فضیلۃ الشیخ محمد صالح المنجد حفظہ اللہ

ترجمہ : علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

و : مولانا ابوبکر ندوی

تاریخ اشاعت : ماہ مئی ۱۹۹۵ء

ناشر : جامعۃ البدر الاسلامیۃ

ملنے کا پتہ : سید حسن احمد ڈائریکٹر البدر بک ایجنڈ
لیبت سنٹر لیاقت چوک ساہیوال

پیش لفظ

ان الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل فلا ھادی لہ و اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان محمدا عبدہ و رسولہ

اما بعد

بلا شبہ اللہ کے دین پر ثابت قدم رہنا ہر سچے مسلمان کا بنیادی مقصد ہے جو رشد و عزیمت کے ساتھ صراط مستقیم پر گامزن رہنا چاہتا ہو'

اس موضوع کی اہمیت چند امور میں پنہاں ہے جن میں سے بعض درج ذیل ہیں

موجودہ معاشروں کی حالت جن میں مسلمان زندگی بسر کر رہے ہیں' گوں ناگوں فتنے اور دلفریب چیزیں جنکی آگ میں جل رہے ہیں' قسم در قسم خواہشات اور شبہات جنکے سبب دین اجنبی ہوکر رہ گیا۔ اب اس پر مضبوطی سے گامزن رہنے والوں پر یہ عجیب مثال صادق آتی ہے "القابض علی دینہ کا القابض علی الجمر" (اپنے دین کو پکڑنے والا شخص انگارہ پکڑنے والے کی مانند ہے)

اہل دانش کو اس حقیقت میں قطعا شک و شبہ نہیں ہے کہ موجودہ دور میں مسلمان کو دین پر استقامت کے لئے گذشتہ ادوار کے مسلمانوں کی نسبت وسائل کی زیادہ ضرورت ہے دور حاضرہ کے فتنہ و فساد' دینی برادران کی کمی اور ہمنواؤں کی کمزوری کی بناء پر ان وسائل کو بروئے کار لانے کے لئے مطلوبہ کوشش زیادہ درکار ہے۔

دین اسلام سے ارتداد کے واقعات بھی کثرت سے وقوع پذیر ہوئے۔ حتی کہ بعض کارکنان اسلام بھی اس فتنہ کی لپیٹ میں آگئے۔ جن کا انجام ایک مسلمان کے لئے باعث خوف ہے۔ اور وہ امن اور نیکی کے حصول کے لئے وسائل استقامت کا متلاشی ہوتا ہے۔

موضوع بحث دل (قلب) سے متعلق ہے جسکے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے لقلب ابن آدم اشد انقلابا من القدر اذا اجتمعت غلیا) "آدمی کے دل کا الٹ پھیر جوش مارنے والی ہانڈی سے زیادہ شدید ہوتا ہے" (رواہ احمد ۶-۴ و الحاکم ۲-۲۸۹ وھو فی السلسلۃ الصحیحۃ ۱۷۷۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کی دوسری مثال اس طرح بیان فرمائی (انما سمی القلب من تقلبہ کمثل ریشتہ فی اصل شجرۃ یقلبھا الریح ظھرا لبطن

دل کو دل اسکے پلٹنے کی وجہ سے کہتے ہیں' دل کی مثال درخت کی جڑ میں پڑے ایک پر کی مانند ہے جسکو ہوا الٹتی پلٹتی رہتی ہے" (رواہ احمد ۴-۴۰۸ وھو فی صحیح الجامع ۲۳۶۱)

حدیث نبوی شاعر کے اس شعر سے پیشتر ہے:

وما سمی الانسان الا لنسیہ والا القلب الا انہ یتقلب

ترجمہ انسان کا نام انسان صرف اس کے نسیان کی وجہ سے پڑا اور دل کو قلب صرف اسوجہ سے کہتے ہیں کہ وہ بدلتا رہتا ہے۔

لہذا خواہشات و شبہات کے جھونکوں سے اس بدلنے والے دل کو ثابت رکھنا بڑا اہم اور ضروری ہے اور اس اہم اور مشکل امر کے حصول

کے لئے وسائل بھی اسی قدر بھاری بھر کم ہونے چاہئیں

ثابت قدمی کے وسائل

قارئین کرام ہم پر اللہ کریم کی رحمت کاملہ کا نتیجہ ہے کہ اس نے ہمارے لئے قرآن و حدیث اور سیرت نبویؐ میں دین اسلام پر پیکر استقامت بننے اور ثابت قدم رہنے کے لئے وسائل و اسباب بکثرت بیان فرمائے ہیں۔ جن میں سے بعض کو آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اول: قرآن کریم پر توجہ

قرآن عظیم دینی استقامت کا سب سے پہلا ذریعہ ہے' وہ اللہ کی مضبوط رسی اور واضح نور ہے جو اسکو مضبوطی سے پکڑے گا اللہ اسکی حفاظت کریگا' اور جو اسکی اتباع کریگا اللہ اسے نجات دیگا اور جس نے قرآن کریم کی طرف دعوت دی اس نے صراط مستقیم کو پالیا۔

اللہ تعالٰی نے صراحت کے ساتھ بیان کیاہے کہ جس مقصد کے تحت یہ کتاب رفتہ رفتہ تفصیل کے ساتھ اتاری گئی' وہ ثابت قدم رکھنا ہے' چنانچہ اللہ تعالٰی نے کفار کے شکوک و شبہات کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: (وقال الذین کفروا لولا نزل ھذا القرآن جملۃ واحدۃ کذلک لنثبت بہ فؤادک و رتلناہ ترتیلا' ولا یاتونک بمثل الا جئناک بالحق و احسن تفسیرا) (الفرقان ۳۲'۳۳)

منکرین کہتے ہیں" اس شخص پر سارا قرآن ایک ہی وقت میں کیوں نہ اتار دیا گیا؟" ہاں ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اسکو اچھی طرح ہم تمہارے ذہن نشین کرتے رہیں (اسی غرض کے لئے) ہم نے اسکو ایک ترتیب

کے ساتھ الگ الگ اجزاء کی شکل دی ہے اور (اس میں یہ مصلحت بھی ہے کہ) جب کبھی وہ تمہارے سامنے کوئی نرالی بات لے کر آئے' اس کا ٹھیک جواب بروقت ہم نے تمہیں دے دیا اور بہترین طریقے سے بات کھول دی۔

قرآن ثابت قدم رکھنے کا سرچشمہ کیونکر ہے؟؟

○ کیونکہ وہ ایمان کا بیج بوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑ کر نفس کو پاک کر دیتا ہے۔

○ چونکہ قرآنی آیات "قلب مومن پر ٹھنڈک و سلامتی نازل کرتی ہیں' لہٰذا اسے فتنے کی تیز و تند ہوائیں اڑا نہیں سکتیں اور اسکا دل اللہ کے ذکر سے مطمئن رہتا ہے۔

○ کیونکہ وہ مسلمان کو صحیح تصورات و اقدار سے بہرہ ور کرتا ہے جنکے ذریعہ وہ اپنے ارد گرد کے حالات کو ٹھیک کرتا ہو' اس طرح وہ پیمانے حاصل ہوتے ہیں جو معاملات پر فیصلہ کرنے کی قوت و صلاحیت بخشتے ہیں' پھر اسکا فیصلہ غلطی اور بہکنے سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کا قول و گفتار واقعات کی تبدیلی اور شخصیات کے بدلنے سے تناقض کا شکار نہیں ہوتی۔

○ وہ دشمنان اسلام کفار و منافقین کے پھیلائے ہوئے شبہات کا رد فرماتا ہے۔ جس کی زندہ مثالیں اسلام کے اولین دور میں موجود ہیں۔ جن میں بعض درج ذیل ہیں

(ا) جب مشرکوں نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے یار و مددگار ہوگئے اور ان کے رب نے ان کو چھوڑ دیا اس وقت اللہ عزوجل کے اس فرمان (ما ودعک ربک وما قلی' تمہارے رب نے تمہیں نہ چھوڑا

ہے اور نہ ناراض ہوا) کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر کیا اثر پڑا ہوگا!

جب کفار قریش نے دعویٰ کیا کہ محمد کو ایک انسان سکھاتا پڑھاتا ہے اور یہ قرآن مکہ کے ایک رومی بڑھئی سے حاصل کرتے ہیں۔ اسوقت فرمان الٰہی کی تاثیر کا کیا عالم ہوگا! (لسان الذی یلحدون الیه اعجمی و هذالسان عربی مبین) النحل ۱۰۳)
ان کا اشارہ جس آدمی کی طرف ہے اسکی زبان عجمی ہے اور یہ صاف عربی زبان ہے۔

جب منافق نے کہا (ائذن لی ولا تفتنی) اسوقت مومنوں کے دلوں پر اللہ عزوجل کا یہ فرمان (الا فی الفتنۃ سقطوا) توبہ ۴۹) سن رکھو فتنے ہی میں تو یہ لوگ پڑے ہوئے ہیں) کیسے اثر انگیز ہوا ہوگا!

کیا یہ سب ثابت قدمی پہ ثابت قدمی، مومنوں کی دلجمعی، شکوک وشبہات کا ازالہ، اور اہل باطل کی زبان بند کرنا نہیں ہے...؟ رب کی قسم کیوں نہیں!

کس قدر یہ حقیقت تعجب خیز ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرامؓ کے ساتھ حدیبیہ سے واپسی پر بہت زیادہ مال غنیمت کے حاصل ہونے کا وعدہ فرماتا ہے (اس سے مراد خیبر کا مال غنیمت ہے) اور یہ کہ تنہا مخلص مسلمان ہی ان میں حصہ دار ہوں گے اور منافقین ان کی رفاقت کے خواہش مند ہوں گے۔ لیکن مسلمان ان سے کہیں گے کہ تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں جاسکتے۔ منافق اصرار بھی کریں گے اور چاہیں گے کہ اللہ کی بات کو بدل دیں اور مومنوں سے کہیں گے کہ تم ہم سے حسد رکھتے ہو، اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب ان الفاظ میں دیا ہے: (بل کانوا لا یفقھون حدیثا) (ترجمہ

بلکہ وہ بات ہی نہیں سمجھتے تھے) پھر یہ سب مومنوں کے سامنے مرحلہ وار بتدریج لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہوا۔

یہیں سے ہم ان دو قسم کے لوگوں کے درمیان فرق معلوم کر سکتے ہیں جنہوں نے اپنی زندگی کا رشتہ قرآن کریم سے جوڑ رکھا ہے' تلاوت و قراءت' حفظ و ناظرہ اور فہم و تدبر میں مصروف رہتے ہیں۔ اس کی روشنی میں قدم اٹھاتے ہیں اور اسی طرف رجوع کرتے ہیں' دوسرے وہ لوگ جنہوں نے انسان کی بات کو اپنا مقصد کل اور اہم ترین مشغلہ بنا رکھا ہے۔

کاش وہ لوگ جو دینی علم حاصل کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ قرآن کریم اور اس کی تفسیر کو اپنی جستجو کا مرکز و محور بنائیں۔

دوم: اللہ کی شریعت مطہرہ اور صالح اعمال کی پابندی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

(یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا' وفی الآخرۃ' و یضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء) (ابراہیم ۲۷) ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے اور ظالموں کو اللہ بھٹکا دیتا ہے۔ اللہ کو اختیار ہے جو چاہے کرے۔

قتادۃ نے کہا: دنیوی زندگی میں ان کو بھلائی اور نیک عمل کے ذریعہ ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں قبر کے اندر' اور یہی مفہوم بہت سارے اسلاف سے مروی ہے (ابن کثیر ۲-۴۲۱)۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ولو انہم فعلوا ما یوعظون بہ لکان خیرا لہم

واشد تثبیتا (النساء ۶۶) (ترجمہ) حالانکہ جو نصیحت انہیں کی جاتی ہے اگر یہ اس پر عمل کرتے تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتری اور زیادہ ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔

اور یہ واضح ہے۔ ورنہ کیا ہم نیک اعمال سے غفلت اور سستی برتنے والوں سے اسوقت استقامت کی امید رکھ سکتے ہیں جب فتنہ اور مصائب سر اٹھائیں؟ لیکن وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے' ان کا رب انکے ایمان کی وجہ سے ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دیتا ہے' اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیک کاموں پر دوام اور ہمیشگی فرماتے تھے' اور آپ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ تھا جس میں دوام ہو خواہ وہ کم اور قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ اور آپ کے صحابہ جب کوئی عمل کرتے تھے تو اس میں تسلسل برقرار رکھتے تھے اور عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا جب کوئی عمل کرتی تھیں تو اس پر مسلسل کاربند رہتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جو شخص بارہ رکعتوں (رکعات سنت) پر ہمیشگی کریگا جنت اسکے لئے واجب ہے۔

سنن ترمذی شاکر (۲-۲۷۳) وقال الحدیث حسن او صحیح وھو فی صحیح النسائی ۱-۳۸۸ و صحیح الترمذی ۱-۱۳۱

اور حدیث قدسی میں ہے: ہمیشہ میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا تقریب ڈھونڈتا ہے' حتی کہ میں اس کو محبوب بنالیتا ہوں' (البخاری)

سوم: انبیاء کے پاکیزہ واقعات میں غور کرنا اور ان کو نمونہ بنانے اور عمل کرنے کے لئے پڑھنا

اسکی دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔

(وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فوادک و جاء ک فی هذه الحق و موعظه و ذکری للمومنین) ھود ۱۲۰

اور اے نبیؐ' یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمہیں سناتے ہیں' یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے سے ہم تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں ان کے اندر تمکو حقیقت کا علم ملا اور ایمان لانے والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔

یہ آیات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لہو و لعب اور ہنسی مذاق کے لئے نہیں اتریں بلکہ ایک عظیم مقصد کے تحت نازل ہوئیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء کرام کے دلوں کو مضبوط کرنا تھا۔

○ برادر مسلم! اگر تم اللہ عزوجل کے اس فرمان پر غور کرو: قالوا حرقوه وانصروا آلهتكم ان كنتم فاعلين' قلنا يا نار كوني بردا و سلاما على ابراہیم' وارادوا به كيدا فجعلنا هم الاخسرين (الانبیاء ۶۸-۷۰)

(ترجمہ) انھوں نے کہا جلا ڈالو اسکو اور حمایت کرو اپنے خداوں کی اگر تمہیں کچھ کرنا ہے ہم نے کہا: اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر' وہ چاہتے تھے کہ ابراہیم کے ساتھ برائی کریں مگر ہم نے ان کو بری طرح ناکام کر دیا۔ ابن عباس نے کہا: ابراہیم کی آخری بات جس وقت وہ آگ میں ڈالے گئے' "حسبی اللہ ونعم الوکیل" (مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے) تھی (الفتح ۸-۲۲۹)

کیا طغیان و سرکشی اور ظلم و جبر کے سامنے جرات مندانہ اس واقعہ

پر غور و فکر کرتے وقت، تمہارے دل میں استقلال و استقامت اور صبر و ثبات کا کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا؟

○ موسیٰ علیہ السلام کے پاکیزہ قصے میں، اللہ عزوجل کے اس بیان میں اگر تم غور کرو: (فلما تراءی الجمعان قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون، قال کلا ان معی ربی سیھدین) (الشعراء ۶۱-۶۲)

جب دونوں گروہوں کا آمنا سامنا ہوا تو موسیٰ کے ساتھی چیخ اٹھے کہ ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا: ہرگز نہیں، میرے ساتھ میرا رب ہے وہ ضرور میری رہنمائی فرمائے گا

کیا آپ کو اس واقعہ پر تدبر و تفکر کرتے ہوئے، تعاقب کرنے والے ظالموں کا سر پر آپہنچنا دیکھ کر مضبوطی کا ایک دوسرا مفہوم ظالموں کے پالینے کے وقت اور نا امیدوں کی آہ و بکاء کے دوران مشکل ترین لمحات میں موسیٰ علیہ السلام کے بہادرانہ موقف اور دلیرانہ اعلان کو سن کر دینی استقامت کا معنی اور مفہوم سامنے نہیں آجاتا!

○ کاش آپ فرعون کے جادو گروں کا قصہ دیکھیں کہ ایک چھوٹی سی جماعت نے جرات و شجاعت کی عجیب و غریب مثال پیش کی کہ حق واضح ہو جانے کے بعد اس پر ڈٹ گئی۔ دل میں استقامت کا صحیح مفہوم جب اجاگر ہو جاتا ہے انسان ان کا واقعہ پڑھتا ہے کہ ظالم کی دھمکیوں کے سامنے مرعوب ہونے کی بجائے انہوں نے پوری بیباکی کے ساتھ حق کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ آپ بھی سنیں!

(آمنتم لہ قبل ان آذن لکم انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر، فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولا

صلبنکم فی جذوع النخل و لتعلمن اینا اشد عذاب وابقی) طٰہٰ 'الآیۃ' ۷۱ الایہ ۷۱

(ترجمہ) تم اس پر ایمان لے آئے قبل اسکے کہ میں تم کو اسکی اجازت دیتا؟ معلوم ہوگیا کہ یہ تمہارا گرو ہے جس نے تمہیں جادوگری سکھائی تھی' اچھا اب میں تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کٹواتا ہوں اور کھجور کے تنوں پر تم کو سولی دیتا ہوں پھر تمہیں پتہ چل جائیگا کہ ہم دونوں میں سے کس کا عذاب زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔

ذرا اس مومن جماعت کی ثابت قدمی جس میں معمولی رجعت کا شبہ بھی نہیں اہل ایمان کی مختصر ترین جماعت کی ثابت قدمی ملاحظہ کریں جن کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش نہیں آئی بلکہ وہ کہتے ہیں: (لن نوثرک علی ماجاء انامن لبینات' والذی فطرنا فاقض ما انت قاض' انما تقضی ھذہ الحیاۃ الدنیا) (طہ ۷۲)

(ترجمہ) قسم ہے اس ذات کی جس نے ہمیں پیدا کیا ہے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم روشن نشانیاں سامنے آجانے کے بعد بھی (صداقت پر) تجھے ترجیح دیں تو جو کچھ کرنا چاہے کرے تو زیادہ سے زیادہ بس اس دنیا کا فیصلہ کر سکتا ہے۔

اس طرح سورہ یٰس میں ایک مرد مومن کا واقعہ اور آل فرعون کے مومن کا قصہ اور اصحاب الاخدود (خندق والوں) وغیرہ کا عظیم قصہ' سب میں ثبات و استقامت کا عظیم سبق ملتا ہے۔

چہارم: دعا کرنا

اللہ کے مومن بندوں کی خوبیوں میں سے ہے کہ وہ اللہ سے ثابت

قدمی کی دعا کیا کرتے ہیں:

○ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

اے ہمارے رب تو ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو گمراہ نہ کر

○ ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا

اے ہمارے رب تو ہم پر صبر ڈال اور ہمارے قدموں کو قوت بخش۔

اور جب "سارے انسانوں کے دل رحمن کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں' جنہیں وہ جسطرف چاہتا ہے گھماتا ہے لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے کہا کرتے تھے: "یامقلب القلوب ثبت قلبی علی دینک" (اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت و راسخ کردے)

(مسلم بشرح نووی جلد 16 صفحہ 204)

پنجم: ذکر الٰہی

اور یہ دینی استقامت کے عظیم اسباب میں سے ہے

○ اللہ عزوجل کے اس فرمان میں دو معاملوں کو ایک ساتھ بیان کرنے میں غور کرو: (یاایھا الذین آمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا) (الانفال ۴۵) (ترجمہ) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

ذکر الٰہی کو جہاد میں ثابت قدمی کا سب سے بڑا ذریعہ بتایا۔

(اور فارس و روم کے ذلیل وذ دل اور بازی و جسم پر غور کرو کہ بکثرت ذکر الٰہی کرنے والی جماعت کی قلت اور محدود وسائل کے باوجود

ان کے مقابلے میں کس طرح دھوکہ دے گئے۔

⊙ اور سیدنا یوسف علیہ السلام کے ایمان افروز واقعہ پر تامل کرو کہ جب جاہ و جلال اور حسن و جمال والی عورت نے انھیں اپنے ساتھ گناہ کی دعوت دی تھی۔ تو انھوں نے عفت و عصمت کے تحفظ اور دینی اقدار پر ثابت قدمی کے لئے کس سے مدد طلب کی تھی؟

کیا وہ "معاذ اللہ" (اللہ کی پناہ) کہہ کر مضبوط ترین قلعہ میں داخل نہیں ہوگئے تھے اور بحر خواہشات کی سرکش موجیں اور لشکر شہوت کی طغیانی اس قلعہ کی فصیلوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو کر رہ گئی اور مومنوں کو ثابت قدم رکھنے میں ذکر و اذکار کا یہی اثر ہوا کرتا ہے۔

ششم: مسلمان صحیح راہ پر چلنے کا حریص ہو

جس واحد صحیح راستے پر چلنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ وہ قرآن و حدیث کی' اہل بدعات و خرافات سے پاک و صاف عقیدہ رکھنے والی نصرت الٰہی سے مشرف ہونے والی اور نجات پانے والی اور دشمنان توحید اور اہل باطل سے ترک تعلق کرنے والی جماعت کا راستہ ہے۔

اگر آپ ثابت قدمی کی قدر و قیمت جاننا چاہتے ہیں تو اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنے ضمیر سے پوچھیں کہ کیوں اگلے پچھلے لوگوں میں سے بڑی تعداد ضلالت کی وادیوں میں بھٹک گئی اور ان کے قدم صراط مستقیم سے مانوس نہ ہو سکے۔ اور نہ ہی انھیں خاتمہ بالخیر کی سعادت نصیب ہو سکی؟ یا پھر عمر عزیز کا بیشتر حصہ برباد کرنے اور زندگی کے قیمتی اوقات کو ضائع کے کرنے کے بعد منزل مقصود (حق) تک ان کی رسائی ہوئی آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ بعض تو فلسفہ سے لے کر علم کلام' اعتزال

سے لے کر تحریف، تاویل سے لے کر تفویض و ارجاء تک اور نام نہاد تصوف کے خود ساختہ گوناگوں طرق کی ضلالت و گمراہی سے پروادیوں میں سرگرداں بدعات و خرافات کے پجاری قلق و اضطراب میں مبتلا رہتے ہیں۔ اھل کلام کی موت کے وقت عقیدہ اسلام پر ثبات سے محرومی کا مشاہدہ کرو۔ اسلاف کا فرمان ہے کہ (لوگوں میں موت کے وقت سب سے زیادہ شک شبہ میں مبتلا اہل کلام ہی ہوتے ہیں)۔

تاہم غور و فکر کرو اور بتاؤ کہ جماعت حقہ میں سے کوئی اپنے راستے کو پہچاننے، سمجھنے اور اس پر چلنے کے بعد ناراض ہوکر اس سے برگشتہ ہوا؟ یہ ممکن ہے کہ کوئی بدقسمت خواہشات و اھواء کے حصول یا کمزور عقل پر وارد و شکوک و شبہات کی وجہ سے اس مسلک حق سے پہلو تہی کر جائے مگر یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس مسلک حق سے زیادہ بہتر کوئی منہج پالینے کی وجہ سے اسے ترک کرے یا یہ دعویٰ کرے کہ اس پر مسلک حق کا باطل ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

اور لسکا مصداق ابوسفیان سے ہرقل کا سیدنا و مولانا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے متعلق سوال ہے۔ جب ہرقل نے ابوسفیان سے دریافت کیا: (کیا ان میں سے کوئی اس دین میں داخل ہونے کے بعد اپنے دین سے ناراض ہوکر پلٹ جاتا ہے؟) ابوسفیان نے کہا: نہیں، پھر ہرقل نے کہا: (اور ایمان کی یہی حالت ہوا کرتی ہے جب وہ بشاشت قلب سے جڑ جاتا ہے۔ (صحیح بخاری مع فتح الباری جلد 1 صفحہ 32)

ہم نے بہت سے بزرگوں کے متعلق سنا ہے کہ وہ بدعت کی وادیوں میں بھٹکتے رہے پھر اللہ کریم نے ان کی رہنمائی فرمائی اور وہ باطل سے

دستبردار ہو گئے اور اپنے سابقہ غلط مذہب سے ناراض ہو کر مسلک حق کی طرف پلٹ آئے' لیکن کیا اسکے برعکس بھی سننے میں آیا ہے؟ ہرگز نہیں!

لہٰذا اگر تم ثابت قدمی اور استقامت چاہتے ہو تو اہل ایمان کی روش کو لازم پکڑو

ساتواں وسیلہ: تربیت

ایمانی و علمی تربیت جو دانائی کے اسلوب کے ساتھ بتدریج دی جائے وہ دینی استقامت کے لئے بہت بڑا وسیلہ ہے

ایمانی تربیت جو قلب و ضمیر کو خوف رجاء اور حب الٰہی سے زندگی بخشتی ہو اور کتاب و سنت سے بعد اور آراء رجال پر جمود کے نتیجے میں پیدا ہونے والی خشکی کے منافی ہو۔ جو صحیح دلائل کی روشنی میں دی جائے۔ اور اندھی مذموم تقلید کے منافی ہو

فکری تربیت جس کی نتیجے میں تربیت یافتہ راہ مجرمین سے ناآشنا ہو۔ لیکن دشمنان اسلام کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے باخبر ہو۔ اور اس کو واقعات کا بھرپور علم ہو اور انہیں درست کرنے کی اس میں صلاحیت پیدا ہو اور وہ تنگ اور محدود ماحول پر جمود کے ادراک کے خلاف اسکا ذہن تیار ہو

بتدریج تربیت جو مسلمان کو آہستہ آہستہ لیکر چلتی ہو' جو مناسب منصوبہ بندی کے ساتھ بلندی و کمال کے زینوں کو طے کراتی ہو' جو یکبارگی' عجلت اور ریزہ ریزہ کر دینے والی چھلانگ کے خلاف ہو۔

ثبات قدمی کے عناصر میں سے اس عنصر کی اہمیت کا ادراک کرنے

کے لئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپس میں سوال کرتے ہیں

○ مکی دور کے مظالم کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کی عزیمت و استقامت کا سرچشمہ کیا تھا؟

○ سیدنا بلالؓ، جناب مصعب اور آل یاسر رضی اللہ عنھم اجمعین و دیگر ناتواں لوگ بے پناہ مصائب و مظالم کو کیسے مردانہ وار جھیلتے رہے؟ اور بڑے بڑے صحابہ کرامؓ گھاٹی کے محاصرے کی صعوبتوں میں کیوں کر ثابت قدم رہے؟

○ بارگاہ نبوتؐ کی گہری تربیت جس نے ان کی شخصیات کو جگمگا دیا تھا، کے بغیر ان کی عزیمت و استقامت کے ایمان افروز واقعات کا ظہور پذیر ہونا ممکن تھا؟

○ ہم ایک جلیل القدر صحابی سیدنا خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کی استقامت کا روح پرور واقعہ بطور نمونہ پیش کرتے ہیں جنگی مالکہ لوہے کی سلاخوں کو اتنا گرم کرتی تھی کہ وہ سرخ ہو جاتیں پھر ان کو ننگی پشت لٹا دیتی تھی۔ پھر ان دہکتی ہوئی سلاخوں کو ان کی کمر کی چربی ہی پگھل پگھل کر بجھاتی تھی، کس چیز نے ان کو اس تکلیف پر صابر بنایا تھا؟

○ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ چٹان کے نیچے پڑے ہیں اور سیدہ سمیہ رضی اللہ عنھا بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑی ہیں۔

○ مدنی دور کے ایک دوسرے واقعہ سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے، غزوہ حنین میں جب اکثر مسلمان پسپا ہو گئے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ثابت قدم رہنے والے بیشتر لوگ وہ جلیل القدر صحابہ کرامؓ تھے۔ جنہوں نے درسگاہ نبوتؐ سے وافر مقدار میں تربیت پائی تھی۔ اگر وہاں نبویؐ

تربیت نہ ہوتی تو تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ لوگ ثابت قدم رہ جاتے۔

آٹھواں وسیلہ: راستے پر اعتماد

اس حقیقت میں معمولی شک و شبہ نہیں ہے کہ جس راہ پر مسلمان گامزن ہو۔ اس پر اعتماد جسقدر زیادہ ہوگا اس کی ثابت قدمی اتنی ہی زیادہ ہوگی... اور اسکے چند اسباب درج ذیل ہیں:

○ برادر مسلم! جس صراط مستقیم کے تم سالک ہو اسکے متعلق یہ جان لینا کہ یہ کوئی نیا راستہ نہیں ہے یہ عصر جدید کی پیداوار نہیں ہے' بلکہ یہ وہی قدیمی شاہراہ ہے جس پر تم سے قبل تمام انبیاء کرام' صدیقین' شہداء' صالحین اور علماء گامزن رہے' اس احساس و ادراک سے تمہاری اجنبیت ختم ہو جائیگی' تمہاری وحشت انس و محبت میں اور تمہارا حزن و غم مسرت و شادمانی میں تبدیل ہو جائیگا' کیونکہ تمہیں اس حقیقت کا ایمان افروز اور روح پرور احساس ہوگا کہ وہ سب پاکباز ہستیاں دینی اور مسلکی برادر ہیں۔

○ بارگاہ الٰہی میں منتخب و برگزیدہ ہونے کا بلند ترین احساس و شعور بھی ایک عظیم تربیت ہے۔ فرمان رب کریم ہے۔

(الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفی) (النمل ۵۹)

حمد ہے اللہ کے لئے اور سلام اسکے ان بندوں پر جنہیں اس نے برگزیدہ کیا

(ثم اورثنا الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا (فاطر ۳۲)

پھر ہم نے اس کتاب کا وارث بنا دیا ان لوگوں کو جنہیں ہم نے (اس وراثت کے لئے) اپنے بندوں میں سے چن لیا۔

وکذلک یجتبیک ربک ویعلمک من تاویل الاحادیث)
(یوسف ۶)
اور ایسا ہی ہوگا (جیسا تم نے خواب میں دیکھا کہ) تیرا رب تجھے (اپنے کام کے لئے) منتخب کریگا اور تجھے باتوں کی تہ تک پہنچنا سکھائے گا۔

اور جس طرح اللہ مالک الملک نے انبیاء کرام کا انتخاب فرمایا اسی طرح صالحین کا بھی چناؤ فرمایا ہے۔ اور انہیں انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم کا وارث بنایا ہے۔

○ تمہارا شعور و احساس اسوقت کیا ہوگا؟ اگر اللہ نے تمہیں حیوانات و جمادات بنایا ہوتا یا ملحد و کافر یا بدعت کا داعی یا فاسق و فاجر بنا دیتا۔ یا بے عمل دینی دعوت سے بے بہرہ مسلمان یا بے شمار غلطیوں والے مسلک و منہج کی طرف بلانے والا پیدا کیا ہوتا؟

○ کیا تم نہیں سمجھتے کہ تمہارا یہ احساس کہ اللہ نے تمہیں منتخب کیا ہے اور کتاب و سنت کا مبلغ اور دین کا داعی ہونے کا اعزاز بخشا ہے۔ تمہیں صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھنے میں کس قدر موثر ہوگا۔

نواں وسیلہ: اللہ عزوجل کی طرف پیہم دعوت دینا

نفس اگر حرکت نہ کرے تو سڑ جائے' اور اگر اس میں روانی نہ آئے تو بدبو دار ہو جائے' اور نفس کی روانی کا سب سے بڑا میدان دعوت الی اللہ ہے یہ انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ اور مشن ہے۔ اور نفس کو عذاب سے نجات دہندہ ہے' اس سے طاقت کے چشمے پھوٹتے اور مہمات سرانجام پاتے ہیں (فلذلک فادع' واستقم کما امرت) اور وہ چیز صحیح ہو ہی نہیں سکتی جسکے بارے میں کہا جائے (فلاں نہ آگے بڑھتا ہے نہ پیچھے ہٹتا

ہے) اسلئے کہ نفس کو اگر تم نیکی میں مشغول نہیں کرو گے تو وہ تمکو برائی میں مشغول کردیگا' اور ایمان بڑھتا اور گھٹا رہتا ہے۔

گہری فکر و سوچ' پیہم جسمانی کوشش و کاوش' زبان کی روانی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرکے صحیح منہج کی طرف بایں طور پر دعوت دینا کہ یہ مسلمان کا مقصد زندگی اور اسکا اہم ترین مشغلہ بن جائے' اس سے فتنہ و فساد اور ضلالت و جہالت میں مبتلا کرنے کے سارے شیطانی راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

اس پر احساس چیلنج مستزاد ہے جو رخنہ اندازوں' سرکشوں اور اہل باطل کے مقابل دعوتی داعین کے دل میں پیدا ہوتا ہے جب وہ اپنے دعوتی راستے پر رواں دواں ہوتا ہے' اس احساس سے اسکا ایمان رفعت و بلندی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اور اسکے ستون مضبوط ہوتے چلے جاتے ہیں۔

لہٰذا دینی دعوت و تبلیغ اجر عظیم کا موجب ہونے کے ساتھ ساتھ ثبات و استقامت کے وسائل میں سے ایک وسیلہ اور انحراف و انحطاط اور پسپائی سے حفاظت کا ذریعہ ہے' کیونکہ جو شخص حملہ آور پوزیشن میں ہو اسے دفاع کی ضرورت نہیں ہوتی' اور اللہ تعالیٰ داعیان حق کے ساتھ ہوتا ہے انہیں ثابت قدم رکھتا ہے اور ان کے اقدامات کو درست کرتا ہے۔ اور دعوتی داعین کی مثال طبیب جیسی ہے جو اپنے تجربے اور طبی معلومات کی بناء پر بیماری سے برسرپیکار ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کی بیماری سے جنگ کی وجہ سے خود اس میں مبتلا ہونے سے نسبتاً" زیادہ دور ہوتا ہے۔

دسواں وسیلہ: اہل عزیمت و استقامت کا حلقہ بگوش ہونا

وہ جنکی صفت سیدنا مولانا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بتائی

ہے:

ان من الناس ناسا مفا تیح وللخیر مغالیق للشر (ابن ماجہ (۲۳۷) کتاب السنۃ (۱۔۲۷) السلسلہ الصحیحہ (۱۳۳۲))

"بے شک لوگوں میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو نیکی کی کنجیاں اور برائی کے تالے ہوتے ہیں"۔

علماء کرام' صالحین عظام' اور داعیان حق کو تلاش کرنا اور ان کی ہم نشینی ثبات و استقامت کے لئے بڑی ساز گار ہے۔ اور تاریخ اسلامی میں بعض ہلاکت خیز فتنے رونما ہوئے جن میں اللہ کریم نے مسلمانوں کو اہل عذیمت و استقامت کے ذریعہ ثابت قدم رکھا۔

اس ضمن میں امام علی بن مدینی رحمہ اللہ کی وہ بات پڑھنے کے قابل ہے

اعزاللہ الدین بالصدیق یوم الردۃ وباحمد یوم المحنتہ (سید اعلام النبلاء جلد ۱۱ صفحہ ۱۹۶)

اللہ تعالیٰ نے اس دین کے غلبہ و حفاظت کا کام دو شخصوں سے لیا ارتداد کے موقع پر سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور فتنہ خلق قرآن کے سلسلہ میں امام احمد بن حنبلؒ

ثبات و استقامت پیدا کرنے کی بابت اپنے استاد شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق امام ابن القیمؒ کی بات لائق توجہ ہے۔ (ہم پر جب شدید خوف طاری ہو جاتا' اور بدگمانیوں سے ہمیں تکلیف ہونے لگتی' اور زمین ہم پر تنگ ہو جاتی تو ہم آپ کے پاس آتے' چنانچہ انہیں دیکھتے ہی اور ان کی بات سنتے ہی ہم سے وہ ساری حالت کافور ہو جاتی۔)

انہیں کشادہ دلی' انشراح صدر' اطمینان قلب' روحانی قوت اور ایمانی

یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندوں کو اپنی جنت اپنی ملاقات سے پہلے ہی دکھا دی اور ان کے لئے اسکے دروازے دنیا ہی میں کھول دیئے' اور ان کو مہک اور خوشبو سے معطر کر دیا جس سے انہوں نے اسکی تلاش و جستجو اور اسکی طرف سبقت میں پوری قوت صرف کر دی۔ (الوابل الصیب صفحہ ۹۷)

یہاں سے دینی اخوت عزیمت و استقامت اور ثبات و استقلال کے لئے بنیادی سرچشمہ ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا تمہارے نیک بھائی دینی پیشوا اور ایمانی مربی ہی اس راستے میں تمہارے مددگار اور مضبوط ستون ہیں جنکی طرف تم پناہ لوگے اور وہ تمہیں کتاب و حکمت کے ذریعے پیکر استقامت بنا دیں گے

برادر عزیز! ان سے وابستہ رہو اور ان کی زیر سایہ زندگی بسر کرو۔ ان نیک لوگوں سے الگ تھلگ رہنے سے بچو ورنہ تمہیں شیاطین اچک لیں گے' کیونکہ بھڑیا دور اور الگ تھلگ رہنے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔

گیارہواں وسیلہ : اللہ کی نصرت پر مکمل اعتماد اور مستقبل اسلام کا ہونے پر کامل یقین

مدد و نصرت کی تاخیر کی صورت میں عزیمت و استقامت اور ثبات و استقلال کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تاکہ کہیں قدم پھسل نہ جائیں۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے۔ وکاین من نبی قاتل معه ربعون کثیر' فما وھنوا لما اصا بھم فی سبیل اللہ و ماضعفوا وما استکانو واللہ یحب الصابرین۔ وما کان قولھم الا ان قالوا ربنا اغفرلنا ذنو بنا واسر افنا فی امرنا و ثبت

اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ فاتاھم اللہ ثواب الدنیا و حسن ثواب الاخرۃ) (آل عمران ۱۴۶'۱۴۸)

ترجمہ (اس سے پہلے کتنے ہی نبی ایسے گزر چکے ہیں جنکے ساتھ مل کر بہت سے خدا پرستوں نے جنگ کی۔ اللہ کی راہ میں جو مصیبتیں ان پر پڑیں ان سے وہ دل شکستہ نہیں ہوئے انہوں نے کمزوری نہیں دکھائی وہ (باطل کے آگے) سرنگوں نہیں ہوئے۔ ایسے ہی صابروں کو اللہ پسند کرتا ہے۔ ان کی دعا بس یہ تھی کہ 'اے ہمارے رب ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگذر فرما' ہمارے کام میں تیرے حدود سے جو کچھ تجاوز ہوگیا ہو اسے معاف کردے' ہمارے قدم جما دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر" آخر کار اللہ نے ان کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور اس سے بہتر ثواب آخرت بھی عطا کیا۔"

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظلم و ستم کا نشانہ بننے والے صحابہ کرامؓ کو عزیمت و استقامت کا درس دیا تو انہیں آزمائش کے وقت یہی فرمایا کہ مستقبل اسلام کا ہے۔ کیا فرمایا؟

صحیح بخاری میں سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت ہے ولیتمن اللہ ھذا الامر حتی یسیرا الراکب من صنعاء الی حضرموت مایخاف الا اللہ والذئب علی غنمہ (صحیح بخاری مع فتح الباری ۷-۱۶۵)

اللہ تعالیٰ (دین حق کو غالب کرنے کا) معاملہ ضرور پورا فرمائے گا

حتی کہ ایک سوار صنعاء شہر حضرموت تک چلے گا اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا' اور نہ اپنی بکریوں پر بھیڑیئے سے ڈرے گا"

لہٰذا بشارت اور خوشخبری کی احادیث مبارکہ کہ مستقبل اسلام کا ہے کو

نوخیزوں پر پیش کرنا ان کی عزیمت و استقامت پر تربیت کرنے میں بہت اہم کردار کرتی ہیں۔

بارہواں وسیلہ : باطل کی پہچان ہونا اور اس کے فریب میں نہ آنا

اللہ عزوجل کے اس فرمان میں لا یغرنک تقلب الذین کفر وافی البلاد) (آل عمران ۱۹۶) "اے نبی! دنیا کے ملکوں میں اللہ کے نافرمان لوگوں کا چلنا پھرنا تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے" مومنوں کے لئے سلمان تسلی اور درس استقامت ہے اور اللہ عزوجل کے اس فرمان : (فاما الزبد فیذ هب جفاء) الرعد ۱۷ "جو جھاگ ہے وہ اڑ جایا کرتا ہے"۔ اهل عقل و دانش کے لئے نصیحت ہے کہ وہ باطل سے خوف نہ کھائیں اور اسکے سامنے سرنگوں نہ ہوں۔

○ قرآن کریم کا ایک طریقہ اھل باطل کی قلعی کھولنا اور ان کے مقاصد و وسائل کا پردہ چاک کرنا ہے (وکنلک نفصل الآیات ولتستبین سبیل المجرمن (انعام ۵۵) (اور اسی طرح ہم اپنی نشانیاں کھول کر پیش کرتے ہیں تاکہ مجرموں کی راہ بالکل نمایاں ہو جائے۔) تاکہ مسلمان اچانک نہ دھر لئے جائیں اور یہ بھی جان لیں کہ کہاں کہاں سے اسلام پر حملہ آور ہوا جاتا ہے۔

○ ہم نے بارہا دیکھا اور سنا ہے کہ تحریکیں دب گئیں اور ایمان کے قدم پھسل گئے اور ان کے پائے استقامت میں لغزش آگئی۔ کیونکہ ان پر ایسے انداز سے حملہ ہوا جسکا انہوں نے اپنے دشمنوں سے ناوانی کے سبب گمان بھی نہیں کیا تھا۔

تیرہواں وسیلہ: ایسی عادات پیدا کرنا جو ثبات قدمی پر معین و مددگار ہوں۔

اس میں سب سے اونچا مقام صبر کا ہے۔ صحیحین کی حدیث میں ہے
(ما اعطی احد عطاء خیرا اوسع من الصبر) (صحیح بخاری کتاب الزکاۃ باب الاستعفاف عن المسئلہ، صحیح مسلم کتاب الزکاۃ باب فضل التعفف و الصبر)
"کوئی صبر سے زیادہ بہتر اور کشادہ عطیہ نہیں دیا گیا" اور صبر کا اونچا درجہ وہ ہے جو آغاز مصیبت کے وقت ہو۔ جب آدمی غیر متوقع طور پر مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے تو اگر صبر معدوم ہو تو پسپائی آجاتی ہے اور عزیمت و استقامت رخصت ہو جاتی ہے

○ امام ابن الجوزیؒ نے ایک عبرت انگیز واقعہ نقل فرمایا ہے کہ (میں نے ایک اسی سالہ بوڑھے کو دیکھا جو نماز باجماعت کا پابند تھا، اسکا نواسہ مرگیا تو اس نے کہا: کسی کو بارگاہ الٰہی میں دعا ہی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ (معاذ اللہ) وہ قبول ہی نہیں کرتا۔
اس بوڑھے نے مزید کہا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ معاند ہے جو ہماری کوئی اولاد باقی نہیں رہنے دیتا۔
اللہ کریم اس کی بیہودہ باتوں سے بہت بلند و بالا ہے۔

○ جب مسلمانوں پر غزوہ احد میں مصیبت پڑی جسکی انہیں توقع ہی نہیں تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سے مدد کا وعدہ کر رکھا تھا تو اللہ کریم نے انہیں شہیدوں اور زخمیوں کے لہو کے ذریعہ شدید سبق سکھایا: (اولما اصابتکم مصیبته قد اصبتم مثلیها قلتم انی هذا؟ قل

ھو من عند انفسکم) (آل عمران ۱۶۵)
اور یہ تمہارا کیا حال ہے کہ جب تم پر مصیبت آپڑی تو تم کہنے لگے یہ کہاں سے آئی؟ حالانکہ (جنگ بدر میں) اس سے دوگنی مصیبت تمہارے ہاتھوں (فریق مخالف پر) پڑ چکی ہے۔ اے نبی، ان سے کہو، یہ مصیبت تمہاری اپنی لائی ہوئی ہے۔
وہ غلطی یہ تھی
اذا فشلتم و تنازعتم فی الامر، وعصیتم من بعد ما اراکم ما تحبون، منکم من یرید الدنیا (آل عمران ۱۵۲)
تم نے خود ہی ہمت ہار دی اور مورچے کے متعلق جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہیں دکھایا جو کچھ کہ تم چاہتے تھے۔ اور تم میں سے بعض دنیا کے خواہش مند ہوگئے۔

چودہواں وسیلہ: صالح آدمی کی نصیحت

جب مسلمان کو کوئی فتنہ درپیش ہوتا ہے اور اسکا رب کریم آلائشوں سے پاک کرنے کے لئے آزماتا ہے تو مسبب الاسباب اللہ اس کو ثابت قدم رکھنے کے لئے کسی نیک آدمی کو اسکے پاس بھیج دیتا ہے جو اسے عزیمت و استقامت اور ثبات و استقلال کی نصیحت کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ نصیحتوں کے ذریعے اسے فائدہ پہنچاتا ہے اور صحیح قدم کی توفیق اور ہمت سے نوازتا ہے۔ یہ پاکیزہ نصائح ذکر الٰہی، ملاقات احکم الحاکمین اور جنت کی نعمتوں کے روح پرور تذکرے اور جہنم کی ہولناکیوں کے بیان پر مشتمل ہوتے ہیں۔
برادر عزیز! امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی داستان عزیمت و

استقامت کی چند مثالیں ملاحظہ کرو جو آزمائش کی بھٹی سے خالص سونا (کندن) بن کر نکلے۔

وہ مامون کے پاس پابجولاں لے جائے گئے اور اس نے آپ کے پہنچنے سے قبل ہی سخت دھمکی سنا رکھی تھی۔ حتیٰ کہ امام احمد کے خادم نے ان سے کہا:

(اے ابو عبداللہ مجھ پر یہ بات میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ مامون نے ایسی تلوار کھینچ رکھی ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں کھینچی اور وہ سیدنا مولانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت کی قسم کھا رہا ہے کہ اگر آپ نے خلق قرآن کے عقیدے کو تسلیم نہ کیا تو وہ آپ کو اس تلوار سے قتل کردیگا) (البدایہ والنھایتہ ج 1 صہ 332)

اور اس پر خطر موقع پر بعض ذہین و فطین اہل دانش اپنے امام کے پاس آتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ عزیمت و استقامت کی باتیں کریں۔ امام ذہبی کی مایہ ناز کتاب السیر جلد نمبر 11 صفہ نمبر 238 میں ابو جعفر انباری سے روایت ہے کہ کہتے ہیں "جب حضرت امام احمدؒ مامون کے پاس لائے گئے اور مجھے اطلاع ملی تو میں نے دریائے فرات عبور کیا۔ دیکھا کہ وہ دہلیز میں بیٹھے ہیں میں نے ان کو سلام کیا۔

انہوں نے کہا اے ابو جعفر میں مشکل میں پڑ گیا۔

میں نے کہا جناب آپ اس وقت پیشوا ہیں اور لوگ آپ کی اقتدار کر رہے ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے عقیدہ خلق قرآن کو تسلیم کرلیا تو آپ کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھی اس کو تسلیم کرلے گی اور اگر آپ نے اس کو قبول نہ کیا تو لوگوں میں ایک بڑی جماعت اسے نہ مانے گی اس کے علاوہ اگر اس نے آپ کو قتل نہ بھی کیا تو پھر

بھی آپ کو ایک دن مرنا ہے موت تو یقینی ہے۔ لہٰذا اللہ سے ڈریں اور اس عقیدہ کو ہرگز قبول نہ کریں۔ یہ سن کر حضرت امام احمد رونے لگے اور فرمایا ماشاء اللہ پھر فرمایا اے ابو جعفر دوبارہ اپنی بات کو دہراؤ چنانچہ میں نے دوبارہ دہرایا تو فرمانے لگے ماشاء اللہ

اور امام احمدؒ نے مامون کی طرف روداد سفر خود بیان کرتے ہوئے فرمایا ہم رحبہ پہنچے اور وہاں سے نصف شب کے قریب کوچ کیا۔ اسی اثناء میں ہمارے روبرو ایک آدمی آیا اور کہا تم میں احمد بن حنبل کون ہیں؟ اس سے کہا گیا: یہ ہیں اس نے ساربان سے کہا ذرا ٹھہرو، مجھ سے کہا (اے جناب! اگر آپ یہاں قتل کر دیئے جاتے ہیں تو مت گھبرائیں آپ جنت میں جائیں گے)

پھر کہا: میں آپ کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور چلا گیا۔

پھر میں نے اس کی بابت پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ عرب کے قبیلہ ربیعہ کا ایک آدمی ہے دیہات میں اون کا کام کرتا ہے اس کا نام جابر بن عامر ہے۔ اسے لوگ اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں (سیر اعلام النبلاء ج11 ص 241)

اور البدایۃ والنہایہ میں مذکور ہے کہ اس دیہاتی نے امام احمد سے کہا

اے جناب! آپ لوگوں کے نمائندے ہیں لہٰذا ان پر عقیدہ خلق قرآن کو تسلیم کر کے باعث نحوست نہ بن جائیں۔ اور آپ اس وقت لوگوں کے پیشوا ہیں۔ لہٰذا یہ حکمران آپ سے جو عقیدہ منوانا چاہتے ہیں اسے ہرگز نہ مانیں ورنہ لوگ بھی آپ کی اقتداء میں اس کو تسلیم کر لیں گے اور قیامت کے دن ان کے گناہوں کا بوجھ آپ اٹھائیں گے اور اگر آپ کو

اللہ سے سچی محبت ہے تو ان مصائب و الام پر صبر کریں کیونکہ آپ کے اور جنت کے درمیان صرف قتل کیے جانے کا فاصلہ ہے)

امام احمد نے فرمایا اس شخص کی گفتگو سے میرے اس عزم و ارادہ میں مزید پختگی آئی جو میں نے ان کی دعوت اور مطالبے کو ٹھکرانے کا کیا تھا (البدایۃ والنھایۃ ج1 ص 332)

ایک روایت میں ہے کہ امام احمد نے فرمایا (جب سے میں اس آزمائش میں پڑا اس دیہاتی شخص کی گفتگو سے زیادہ باعث تقویت کسی دوسرے کی بات نہ سنی جو اس نے مجھ سے رحبہ طوق (رقہ اور بغداد کے درمیان واقع شہر کا نام) میں کی تھی اس نے کہا (اے احمد! اگر حق کی وجہ سے تمہاری جان گئی تو تم شہید مرو گے اور اگر زندہ سلامت بچ گئے تو زندگی بھر حمید رہو گے تمہاری تعریف و ستائش ہوتی رہے گی) اس نے میرے دل کو قوت بخشی (سیر اعلام النبلاء ج 11 ص 241)

امام احمد نے اپنے ایک نوجوان ساتھی (محمد بن نوح) کے متعلق فرمایا جو ان کے ساتھ آزمائش میں ڈٹا رہا تھا

میں نے کسی کمسن اور اسقدر علم والے کو نہیں دیکھا جو محمد بن نوح سے زیادہ اللہ کے معاملہ پر قائم رہنے والا ہو۔ بے شک مجھے امید ہے کہ اس کا خاتمہ بالخیر ہوا ہوگا اس نے مجھ سے ایک دن کہا (اے ابو عبداللہ! (امام احمد کی کنیت) اللہ سے ڈرو' بے شک آپ میرے جیسے نہیں ہیں بلکہ آپ ایسی شخصیت ہیں جس کی لوگ اقتداء کرتے ہیں۔

لوگوں کی نگاہیں آپ کیطرف ہیں کہ آپ سے کیا رونما ہوتا ہے لھذا آپ اللہ سے ڈریئے اور اللہ کے معاملہ پر ثابت قدم رہئے پھر وہ مرگیا اور میں نے اسکی نماز جنازہ پڑھائی اور خود اس کو دفن کیا (سید اعلام

النبلاء جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۲)

حتی کہ وہ اھل زنداں بھی جنکو امام احمدؒ بحالت قید نماز پڑھایا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ کو مضبوط اور راہ حق پر قائم رکھنے کے لئے بھرپور کردار ادا کیا۔

امام احمد نے ایک مرتبہ قید میں کہا (مجھے قید کی پروا نہیں ہے قید اور میرا اپنا گھر میرے نزدیک یکساں ہے اور نہ تلوار سے مارے جانے کا ڈر ہی میں صرف کوڑے کی آزمائش سے ڈرتا ہوں)

اس بات کو بعض اھل زنداں نے سنا اور کہا (اے ابو عبداللہ! اسکی بھی پروا نہ کیجئے، صرف دو کوڑوں کی بات ہے پھر آپ کو پتہ نہیں چلے گا کہ باقی کہاں پڑ رہے ہیں) پھر گویا ان کو کسی بات کا غم نہ رہا (سیر اعلام النبلاء جلد ۱۱ صفحہ ۲۴۰)

برادر عزیز! لہذا تم صالحین سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے حریص ہو اور جب تمہیں نصیحت کی جائے تو اسے اچھی طرح ذہن نشین کرلو

○ سفر سے پہلے نصیحت حاصل کرو اگر تمہیں اس میں کسی امر کے رونما ہونے کا اندیشہ ہو

○ آزمائش کے دوران یا کسی متوقع ابتلاء سے پہلے اسے طلب کرو۔

اس وقت طلب کرو جب تمہیں کسی منصب پر فائز کیا جائے یا تم مال و دولت کے وارث بنو۔ خود کو اور دیگر لوگوں کو بھی ثابت قدم رکھو اور اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

پندرھواں وسیلہ: جنت کی نعمت اور دوزخ کی سزا میں غور کرنا اور موت کو یاد کرنا

اور جنت خوشیوں کا ملک' غموں کی جائے تسلی اور مومنوں کی آخری منزل ہے اور نفس کی سرشت میں قربانی' عمل اور ثابت قدمی اسی صورت میں ہے جب ان کا کوئی عوض ہو جو نفس کی مشکلات کو آسان بنا دے اور راستے کی دشواریوں اور مشقتوں کو اس کے تابع کر دے۔

چنانچہ جو شخص اجرت جانتا ہے اس پر عمل کی مشقت آسان ہوجاتی ہے اور جانتا ہے کہ اگر وہ ثابت قدم نہ رہا تو وہ ایسی جنت سے محروم ہوجائے گا جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے۔ پھر نفس کو اس عنصر کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کو زمینی مٹی سے بلند کر کے عالم علوی کی طرف لے جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ثابت قدم رکھنے کیلئے جنت کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے حسن اور صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت یاسر' حضرت عمار اور سیدہ ام عمار رضی اللہ عنہم اجمعین کے پاس سے گزرے درانحا لیکہ وہ اللہ کے واسطے اذیت دیئے جارہے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا صبرا آل یاسر صبرا آل یاسر فان موعد کم الجنته آل یاسر صبر کرو' آل یاسر صبر کرو بیشک تمہارا صلہ جنت ہے۔ مستدرک حاکم ج 3 صفہ 383 فقہ السیرۃ مع تحقیق الالبانی صہ 103

اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار سے فرمایا کرتے تھے

انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض متفق علیہ "بے شک اس پر تم صبر کرنا تاکہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات (کا شرف) پاؤ"

ایسے ہی وہ شخص بھی جو قبر' حشر' حساب'

میزان' پل صراط اور آخرت کی تمام جگہوں میں دونوں گروہوں (ابرار اور فجار) کے انجام پر غور کرے۔

اسی طرح موت کی یاد انسان کو تباہی سے محفوظ رکھتی ہے اور اس کو حدود الہٰی کے پاس روک دیتی ہے پھر وہ ان سے تجاوز نہیں کرپاتا کیونکہ جب اسے یقین ہوجاتا ہے کہ موت اس کے جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے اور اس کا وقت چند لمحات میں پورا ہوسکتا ہے تو اس کا نفس اسے پھسلنے اور انحراف کرنے کیسے دے سکتا ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکثر وامن ذکر ھاذم اللذات "لذتوں کو بے مزہ کردینے والی کا ذکر خوب کرو۔ جامع ترمذی جہ 2 صہ 50 ارواء الغلیل جہ 3 صہ 145

عزیمت و استقامت کے مواقع

عزیمت و استقامت اور ثبات و استقلال کے بہت سارے مواقع ہیں جن کا تذکرہ تفصیل طلب ہے لیکن یہاں اجمال اور اختصار پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اول آزمائشوں پر استقامت۔۔۔ دلوں کی حالت میں جو ردوبدل ہوتا رہتا ہے اس کا سبب آزمائش ہوتی ہیں چنانچہ دل جب خوشحالی اور بدحالی خوشی اور غم' فرحت اور حزن کے فتنے سے دوچار ہوتا ہے تو ایسے موقع پر اہل بصیرت ہی راہ راست پر قائم رہتے ہیں جن کے دل ایمان سے

معمور ہوتے ہیں۔

فتنے کی چند اقسام

مال کا فتنہ

ومنھم من عاھد اللہ لئن آتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین فلما آتا ھم من فضلہ بخوابہ وتولوا وھم معرضون (التوبہ 75-76)

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم خیرات کریں گے اور صالح بن کر رہیں گے۔ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دولتمند کردیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پرواہ تک نہیں ہے۔

جاہ کا فتنہ

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ والا تعد عیناک عنھم ترید زینتہ الحیاۃ الدنیا ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا واتبع ھواہ وکان امرہ فرطا ا الکھف 28

اور اپنے دل کو ان لوگوں کی معیت پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اسے پکارتے ہیں اور ان سے ہرگز نگاہ نہ پھیرو کیا تم دنیا کی زینت پسند کرتے ہو۔ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا ہے اور جس نے اپنی

خواہش نفس کی پیروی اختیار کرلی ہے اور جس کا طریق کار افراط و تفریط پر مبنی ہے۔

دونوں سابقہ فتنوں کی ہولناکی کی بابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ ماذئبان جائعان ارسلافی غنم بافسد لھامن حرص المرء علی المال والشرف لدینہ مسند احمد 3۔60 صحیح الجامع 549 دو بھوکے بھڑیئے جو بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیئے جائیں اتنے تباہ کن نہیں ہوسکتے جتنی مال اور جاہ کی حرص دین کے لئے تباہ کن ہے۔)

اس کا مطلب ہے کہ مال اور شرف کے متعلق آدمی کی حرص اس کے دین کیلئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑے گئے دو بھوکے بھڑیوں سے زیادہ تباہ کن ہے۔

بیوی کا فتنہ

ان من ازواجم و اولاد کم علوا لکم فاحذروھم تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں ان سے ہوشیار رہو۔ (التغابن الاٰیتہ 14)

اولاد کا فتنہ

الولد مجبنتہ منجلتہ محترنتہ مسند ابو یعلی ج 2 ص 305 اولاد بزدلی بخیلی اور غم کا باعث ہوا کرتی ہے۔"

ظلم و ستم اور سرکشی کا فتنہ

اور اس کی بہترین منظر کشی اللہ عزوجل کے اس فرمان سے ہوتی ہے قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود اذھم علیھا

قعود وھم علی ما یفعلون بالمومنین شھود وما نقموا منھم الا ان یومنوا باللہ العزیز الحمید الذی لہ ملک السموات والارض واللہ علی کل شئی شھید) البرج 4-9

مارے گئے گڑھے والے (اس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی جبکہ وہ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے اور ان اہل ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے جو آسمان اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے اور وہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔

امام بخاری نے خباب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہتیں ہیں کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصائب کا شکوہ کیا کہ آپ کعبے کے سائے میں ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے زمانے میں ایک آدمی کو پکڑا جاتا تھا اور اسے زمین کھود کر گاڑ دیا جاتا تھا پھر اس کے سر پر آری رکھی جاتی تھی اور اس کو دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا اور آہنی کنگھیوں سے اس کا گوشت اور ہڈیاں نوچی جاتی تھیں۔ اور یہ ظلم و ستم اس کو اپنے دین سے برگشتہ نہیں کرتا تھا (صحیح بخاری مع فتح الباری جہ 12 صہ 315)

دجال کا فتنہ

اور یہ زندگی کا سب سے عظیم فتنہ ہوگا "اے لوگو! جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اس وقت سے دجال کے

فتنے سے بڑا فتنہ روئے زمین پر نہیں ہوا ہوگا۔

اے اللہ کے بندو! اے لوگو! لہٰذا تم ثابت قدم رہنا بیشک میں تم سے اس کا ایسا وصف بیان کرتا ہوں کو مجھ سے پیشتر کسی نبی نے بیان نہیں کیا------- سنن ابن ماجہ 2 صہ 1359 صحیح الجامع 7752

اور فتنوں کے مقابلے میں دلوں کے ثابت رہنے اور ان کے گمراہ ہونے کے مراحل کی بابت نبی کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دلوں پر فتنے چٹائی کی مانند تنکا تنکا پیش کئے جاتے ہیں۔ پھر جس دل میں فتنہ سرایت کرجاتا ہے تو اس پر ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے اور جو دل فتنے سے بچ جاتا ہے تو اس پر ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے حتیٰ کہ دل دو قسم کے ہوجاتے ہیں۔ ایک صفا کی مانند سفید جسے آسمان و زمین کی زندگی تک کوئی فتنہ ضرر نہیں پہنچا سکتا دوسرا سیاہ و خاکستر اوندھے لوٹے کی مانند جو نہ نیکی جانتا ہو اور نہ برائی کو ناپسند کرتا ہو سوائے اس چیز کے جو اس کے دل میں آئے۔ (مسند امام احمد جہ 5 صہ 386 صحیح مسلم جہ 1 صہ 128)

نوٹ: چٹائی پیش کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خوابیدہ شخص کے پہلو پر چٹائی کے نشانات پڑ جاتے ہیں اسی طرح دلوں پر فتنوں کا اثر پڑتا ہے۔

دوم: جہاد میں ثابت قدم رہنا

یا ایھا الذین امنو اذا القیتم فئۃ فاثبتوا (الانفال 45)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تمہارا مقابلہ کسی گروہ سے ہو تو ثابت قدم رہو۔

ہمارے دین اسلام میں لشکر سے فرار کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو غزوۂ خندق میں اپنی کمر مبارک پر مٹی ڈھوتے تھے صحابہ کرامؓ کے ساتھ بار بار بارگاہ الٰہی میں التجا کرتے تھے۔

و ثبت الاقدام ان لا قينا (صحیح بخاری مع فتح الباری ج 7 صہ 399)

سوم منہج حق پر کاربند رہنا

من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضى نحبه ومنهم من ينتظر وما بدلوا تبديلا (احزاب 23)

ایمان لانے والوں میں ایسے لوگ موجود ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچا کر دکھایا ہے۔ ان میں سے کوئی اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وقت آنے کا منتظر ہے۔ انہوں نے اپنے رویئے میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ان کے اصول ان کی جانوں سے بیش قیمت ہوا کرتے ہیں ایسا ڈٹ جانا جس میں سرنگوں ہونے کا نام و نشان نہیں ہوتا۔

چہارم موت کے وقت ثابت قدم رہنا

کافر اور بدکار لوگ شدید بے چینی اور تکلیف کے اوقات میں ثبات و استقلال سے محروم رہتے ہیں چنانچہ وہ موت کے وقت کلمہ شہادت ادا نہیں کرسکتے اور یہ سوء خاتمہ کی علامات میں سے ہے جیسا کہ ایک آدمی سے اس کی وفات کے وقت کہا گیا لا الہ الا اللہ کہو تو اس نے

اپنا سر دائیں بائیں گھما کر کہنے سے انکار کر دیا۔

اور ایک دوسرا شخص موت کے وقت کہتا ہے "یہ تو نیا ٹکڑا ہے اس کی قیمت سستی ہے۔"

اور ایک تیسرا شخص شطرنج کے ٹکڑوں کے نام گنتا اور چوتھا شخص گیت کے نغمے سناتا یا معشوق کا ذکر چھیڑ دیتا ہے۔

ایسا اس لئے کہ ان کاموں نے اسے دنیا میں اللہ کی یاد سے غافل کر رکھا تھا اور کبھی تو ان لوگوں سے جانکنی کے وقت روسیاہی یا بدبو یا قبلہ کی طرف سے روگردانی دیکھنے میں آتی ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ (اللہ کی توفیق کے بغیر کسی کے اندر نیکی کرنے کی کوئی طاقت اور برائی سے بچنے کی کوئی قوت نہیں)

لیکن نیک اور سنت کے پابند لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کی موت کے وقت بھی ثابت قدم رہنے کی توفیق بخش دیتا ہے اور وہ کلمہ شہادت کا اقرار کرتے ہیں۔

ایسے لوگوں سے پروازی روح کے وقت خندہ روئی یا خوشبو اور یک گونہ خوشی دیکھنے میں آتی اور یہ ان میں سے ایک شخص کی مثال پیش کرتے ہیں جس کو اللہ نے موت کے وقت ثابت قدم رکھا۔

وہ ابو زرعہ رازی ہیں جو ایک اہل حدیث امام ہیں ان کا ایمان افروز واقعہ یوں ہے۔

ابو جعفر محمد بن علی وراق ابی زرعۃ نے کہا ہم ابو زرعۃ کے پاس ماشہران (ری کے علاقہ میں گاؤں) میں حاضر ہوئے وہ جانکنی کے عالم میں تھے اور ان کے پاس ابو حاتم ابن وارہ اور منذر بن شاذان اور دیگر جلیل القدر ائمہ تھے۔ انہوں نے (جانکنی کے وقت کلمہ شہادت کی تلقین کی)

حدیث مبارکہ کا ذکر کیا۔ لقنوا موتا کم لا الہ الا اللہ مگر امام ابوزرعہ کو اس کی تلقین کرتے شرم محسوس کی۔ پھر انہوں نے باہم کہا آؤ ہم اس حدیث کا تذکرہ کریں (تاکہ امام ابوزرعہ سمجھ جائیں) تو ابن وارہ نے کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا ابوعاصم کہتے ہیں کہ ہم سے عبدالحمید بن جعفر نے صالح سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور وہ ابن ابی کہہ کر رک گئے آگے نہیں بڑھے۔ پھر ابو حاتم نے کہا ہم سے بندار نے بیان کیا بندار کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عاصم نے عبدالحمید بن جعفر سے انہوں نے صالح سے روایت کرتے ہوئے بیان کیا اور وہ بھی اس سے آگے نہیں بڑھے اور باقی لوگ خاموش رہے تو ابوزرعہ نے جانکنی کے عالم میں اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا ہم سے بندار نے بیان کیا ان سے ابو عاصم نے بیان کیا ان سے عبدالحمید نے بیان کیا وہ صالح ابن ابی عریب سے روایت کرتے ہیں وہ کثیر بن مرہ سے وہ معاذ بن جبل سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کان آخر کلامہ لا الا اللہ دخل الجنتہ جس کی آخری بات لا الہ الا اللہ ٹھہری وہ جنت میں جائے گا اور اسی کے ساتھ ان کی روح پرواز کر گئی اللہ کی ان پر رحمت ہو۔ سیر الاعلام النبلاء مجلد 13-76-85

ان جیسے پاکباز لوگوں کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان الذین قالو ربنا اللہ تم استقا موامتتنزل علیھم الملائکہ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنتہ التی کنتم تو عدون فصلت 30

"اس میں شک نہ کرو کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر

وہ اس عقیدہ پر جمے رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور مت غم کھاؤ اور اس جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا

ہم بارگاہ الٰہی میں ہر موقع پر عزیمت و استقامت اور ثبات و استقلال کی بھیک مانگتے ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

www.KitaboSunnat.com

سرورق و نگران طباعت

ملک شفیق الرحمن فاروق آباد فون۔ ۲۹۹۸-۳۵۹۱

دینی بھائیوں اور بہنوں!

آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ دور میں کفر و شرک' الحاد و زندقہ کی اسلام دشمن تحریکیں اپنے مذموم مقاصد کے حصول کیلئے زبردست جدوجہد کر رہی ہیں۔ دنیا بھر میں اہل باطل بے پناہ مادی وسائل کے بل بوتے پر گمراہ کن اور ہلاکت خیز افکار و نظریات کی نشر و اشاعت وسیع پیمانے پر کر رہے ہیں اور لوگوں کو ورغلانے' بہکانے' گمراہ کرنے' نور اسلام سے محروم کرنے اور شریعت مطہرہ سے بے بہرہ کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ان کی ناپاک کوششوں کو پیوند خاک کرنا ان کے پھیلائے ہوئے مسموم لٹریچر کے اثرات کو زائل کرنا اور ان کے مقابلے میں پاکیزہ اسلامی اقدار و تعلیمات کی نشرواشاعت کرنا انسانوں کو کفر و شرک کے اندھیروں سے نکال کر توحید و سنت کے اجالوں میں لانا' معصیت و سرکشی کی دلدل سے نکال کر صراط مستقیم دکھانا ہر مسلمان پر فرض ہے جو دو جہاں کی کامیابی و کامرانی کا طالب ہے۔

یقیناً یہ فکری' علمی' قلمی اور مالی جہاد ہے۔

آئیں! آپ بھی اس جہاد میں شریک ہو جائیں اور دین حق کو غالب کرنے اور باطل کو پسپا کرنے کیلئے اپنے پاکیزہ مال سے دینی لٹریچر کی نشرواشاعت میں بھرپور حصہ ڈالیں مناسب مقدار میں یہ کتب طبع کروائیں یا خرید کر تقسیم کریں۔

رابطہ کیلئے سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

فون نمبر 0441-63703
فیکس نمبر 0441-77002

اکاؤنٹ نمبر 1951 الائیڈ بینک لمیٹڈ منہاس شہید روڈ ساہیوال

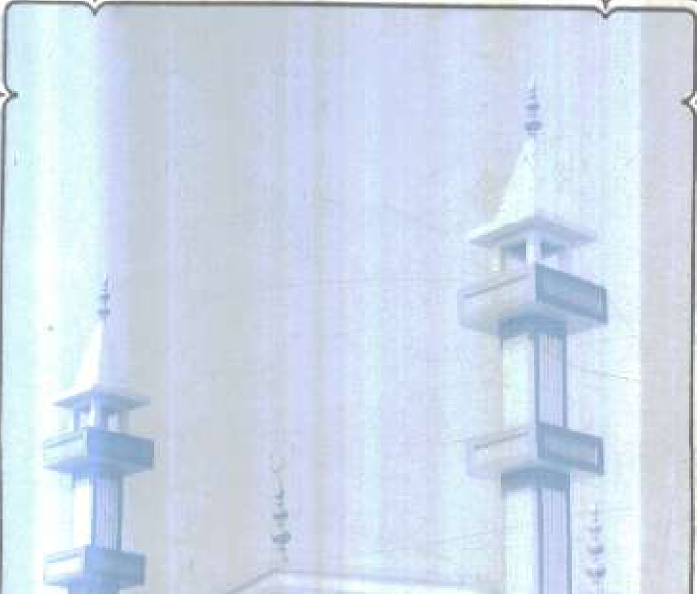

جامعۃ البدر الاسلامیہ کی
عظیم الشان جامع مسجد
رمضان المبارک